درس قرآن علامہ سید شمس الحق صاحب افغانی قدس سرہ
مرتب :۔ جناب عبدالغنی صاحب

ملت کی تشریح اور اسکی موت و حیات

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر

ترجمہ :۔ تم بہترین امت ہو لوگوں کے فائدے کے لئے ہو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔
(نوٹ) قارئین کرام ! یہ واضح کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ درس المیہ مشرقی پاکستان کے موقع پر بیان کیا گیا تھا تو کہیں کہیں المیہ مشرقی پاکستان کے نام سے ذکر آئے گا اور اسی دوران محرم شریف کا عشرہ بھی آگیا تھا تو کہیں شہادت سیدنا حضرت حسینؓ کی مثال بھی ذکر ہوگی۔ رسالے میں طویل مضمون نہیں آسکتا تو انتہائی اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ تفصیل سے یا تو درس القرآن الحکیم کی کسی جلد میں یہ دروس بیان ہونگے یا پھر (المیہ مشرقی پاکستان) کے نام سے علیحدہ کتابی صورت میں لایا جائے گا۔

" سقوط ڈھاکہ " کے بعد جب پہلا درس حضرت افغانیؒ بیان کرنے کےلیے بیٹھے تو انتہائی غم کی صورت میں آتے ہی یہ آیت پڑھی: " یلیتنی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً "
(کاش کہ اس وقت سے پہلے مرچکی ہوتی اور بھولی ہوئی ہوتی)۔

امت کی لفظی تشریح :۔ امت عربی لفظ ہے جو ام یوم : باب سے ہے۔ حضرت امام راغبؒ نے مفردات القرآن میں امت کے لفظ کے متعلق فرمایا ہے کہ (امت اس جماعت کا نام ہے جو کسی مقصد پر متفق ہو) خواہ وہ مقصد جبری ہو یا اختیاری۔ کیونکہ اختیار بندوں کو ہے نہ کہ پرندوں وغیرہ کو۔ " وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم " مثلاً شیر گھاس نہیں کھائے گا گوشت کھائے گا اور مکڑی جالا بنائے گی۔ اور چڑیا وغیرہ کےلئے مقصد یہ متعین کردیا کہ بس آج کی روزی کھائی کل کی فکر نہیں۔ اسی لئے پرندے ایک دن کی روزی پر اکتفاء کرتے ہیں۔ پرندے روزی جمع نہیں کرتے یہ ان کے مقاصد ہیں۔ " انا وجدنا اباءنا علی امة " بے شک ہم نے اپنے آباؤاجداد کو ایک راہ پر پایا۔ سب سے بہر امت وہ ہے جو حق کی بات دے۔ اب سوال یہ ہے کہ امت کا مقصد کیا ہے ؟

(۱) انفرادی مقصد (۲) اجتماعی مقصد

انفرادی مقصد :۔ انفرادی مقصد میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ ہیں۔ انہیں آدمی تنہا کر سکتا ہے۔

اجتماعی مقصد :۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے انفرادی مقصد کی تکمیل کی ضرورت ہے، کیونکہ برے افراد اچھی حکومت پیدا نہیں کر سکتے جس طرح کیکر کا درخت آم نہیں دیتا۔ دنیا کی تمام لڑائیاں اسی اجتماعی مقصد کے لیے ہوئی ہیں۔ مثلاً بھارت اور پاکستان کی لڑائی میں اگر دیکھا جائے تو یہ لڑائی اجتماعی مقصد کیلئے ہے۔ خدانخواستہ اگر بھارت اس ملک پر قابض ہوجائے تو وہ اس زمین کو جیب میں نہیں ڈال سکتا۔ ہم بھی کھاتے پیتے رہیں گے، مگر بھارت کا مقصد کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جب ایک حکومت دوسری پر قبضہ کرنا چاہتی ہے یا اسے غلام بنانا چاہتی ہے تو اس کا معنی یہ کہ وہ اس مقبوضہ ملک کے زندگی کے قانون کو بدل ڈالے۔ دنیا میں یہ تمام لڑائیاں قانون کیلئے ہیں۔

آج مسلمانوں نے غیر اسلامی تعلیم کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں ہتھیار ڈال کر ایسا گندہ کام کیا کہ مسلمانوں کی پوری تاریخ سیاہ کردی۔ نہ انہیں اسلامی تعلیم ہے اور نہ یہ اسلامی تعلیم والوں کی صحبت میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں تو پھر نتیجہ یہی نکلنا تھا۔ اگر ہمارے حکمران قرآن مجید کی صرف ایک آیت کا بھی معنی جانتے تو یہ صورت پیش نہ آتی۔ وہ آیت یہ ہے:

" واذالقیتم فیئة فاثبتو واذکروا اللّٰه کثیراً لعلکم تفلحون " اور جب تمھاری کسی سے مٹھ بھیڑ (جنگ) ہوجائے تو ثابت قدم رہو (پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں سوا جنگی چال کے) مجھے کثرت سے یاد کرو کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ اس ملک پاکستان کے حصول کے لیے کتنی قربانیاں دی گئیں؟ مگر گراں خرید کر سستا بیچا۔ غیر بات چل رہی تھی ملت کے مقصد کی۔ (امت) کا معنی مقصد ہے کہ تمام مسلمان ایک مقصد کے تحت ہیں۔ اگر مقصد زندہ ہو تو امت زندہ وگرنہ مردہ۔

ملی مقصد :۔ " کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر "

(تم بہترین امت ہو لوگوں کے فائدے کیلئے ہو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو)۔

تم بہترین امت ہو، عمدہ امت ہو تمھارا مقصد یہ ہے کہ تم نیکی پھیلاؤ اور برائی سے روکو۔ تو امت بھی پاکیزہ اور مقصد بھی پاکیزہ ہے۔ قرآن مجید یہ مقصد نہیں بتایا کہ خود نیکی کرے اور برائی سے بچے بلکہ قرآن نے فرمایا کہ نیکیوں کو پھیلائے اور بدی کو ختم کرے۔ تو ملی مقصد اس وقت پورا ہوگا جب نیکیوں کو پھیلائے اور بدی کو ختم کرے۔ تو مطلب یہ ہے کہ اس امت کے دو مقصد ہیں۔

(۱) کامل (۲) تکمیل۔ کہ خود فرد کامل بنے اور دوسروں کو کامل بنائے۔

عقائد کی درستگی :- مثلاً عمدہ اخلاق، تواضع، سخاوت، رحمت و شفقت اور ہمدردی وغیرہ کو پھیلائے
عقائد سوء سے بچنا :- تکبر، حسد، بغض، باہمی نفرت اور عملی برائیاں ان تمام کو مٹانے کی کوشش کرے۔
ملی مقصد کی تشریح :- (۱) ہر چیز کا ایک خلاصہ اور ایک تشریح و تفصیل ہوتی ہے۔ مثلاً خرما کی گٹھلی یا تخم یہ کھجور کے تمام درخت کا خلاصہ ہے کہ اس تخم کو زمین میں دبالو تو اس سے پورا درخت نکلتا ہے یہ ہے خلاصہ۔ (۲) ملی مقصد کی تفصیل :- تم بہترین امت ہو لوگوں کے فائدے کے لئے ہو نیکی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو۔ (قرآن) نیکی کا حکم؟ وہ اوپر عقائد کی درستگی میں ذکر ہے اور برائی سے روکنا؟ وہ اوپر عقائد سوء سے بچنا کے عنوان میں ذکر ہے۔
ملی مقصد کا خلاصہ :- تو کبھی قرآن ملی مقصد کا خلاصہ ذکر کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے درخواست کی کہ مجھے ایسا عمل فرمائیے کہ دوزخ سے چھٹکارا حاصل ہو۔ تو آپؐ نے فرمایا " قل امنت باللہ ثم استقم " (کہ بس کہہ دے کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس پر قائم رہ۔ تو (ایمان) ملی مقصد کا سا پہلو ہے)۔ میدان کربلا میں سیدنا حضرت امام حسینؓ کی قربانی ملی مقصد کے تحفظ کے لئے دی گئی۔ یعنی ملت کا جو مقصد تھا اس کے لیے جان دی گئی کیونکہ یزید نے اس مقصد کی خلاف ورزی شروع کردی تھی۔ قرآن پاک کی سورتوں کا اکثر حصہ مکی ہے۔ اور تھوڑا سا مدنی حصہ ہے جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔
مکی سورتیں :- مکی سورتوں میں احکام نہیں بلکہ ان میں عقائد کی پختگی اور ملی شعور کا احساس دلایا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور اکرمؐ کی زندگی مبارک کا زیادہ حصہ عقائد کی پختگی اور ملی شعور کے احساس دلانے میں گذرا۔ یعنی تیرہ سالہ مکی زندگی اس کام میں صرف ہوئی۔ اور پھر ہجرت کے بعد فوراً سلطنت ملی۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ سلطنت چلانے کی تربیت مکہ میں ہوئی۔ مکہ میں تربیت بھی ایسی ہوئی کہ یعنی سلطنت چلانے کی ایسی تیاری ہوئی کہ انگریز مؤرخ لکھتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں ان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہتر سلطنت کسی نے نہ کی۔ افسوس کہ اب وہ سلطنت نہ رہی اور اس سطنت کی برکت سے ہم محروم ہوگئے اور ہمارے علوم کی وہ کتابیں جن سے انگریزوں نے سائنس کی ترقی کی آج ہم ان کتابوں سے محروم ہوگئے۔ بس ہمارے حکمرانوں کو تو شراب اور عورت چاہئیے۔ انہیں اسلامی کی عظمت کا کیا احساس؟ ایک ____ قوم کے سامنے ہتھیار ڈالے جبکہ اسلحہ وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔

ملی مقصد کا شعور :- ملی مقصد کا شعور یہ اہم چیز ہے اور یہ ملت اسلامیہ کے لئے بمنزلہ روح اور جان کے ہے ۔ یعنی یہ ملت اسلامیہ کی روح اور جان ہے ۔ اگر یہ نکلی تو ملت کی موت ہے ۔

مسلمان دنیا میں کہیں بھی آباد ہوں ۔ ملکوں ، قوموں اور رنگوں میں چاہے فرق ہو اور ملکوں کے درمیان اگر بڑے بڑے رقبے بھی حائل ہوں مگر قرآن کا بیان یہ ہے ۔ " ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ " (کہ تم کہیں بھی ہو ایک امت ہو) " کنتم خیر امۃ " (کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو ۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوگیا کہ مسلمان مجموعی حیثیت سے ایک امت ہیں دو نہیں ۔ جو اس کو دو امت بنانا چاہے وہ امت ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اللہ کا باغی ہے ۔ تینوں کا باغی ہے ۔ مگر یہاں تو مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا چال رکھا ہے ۔ آپ نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ افغانستان ایک چھوٹا سا ملک ہے ۔ آبادی صرف ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے جس میں ایرانی ، ترک وغیرہ قومیں بھی آباد ہیں ۔ اس ملک میں ترقی کے کوئی مواقع نہیں ۔ کوئی کارخانے اور ریل گاڑی وغیرہ نہیں ۔ سڑکیں بھی اب بنی ہیں اور جغرافیائی لحاظ سے بڑا خطرناک ملک ہے ۔ ایک طرف روس اژدھا کے ساتھ سرحد ملتی ہے ۔ تو دوسری طرف چین کیساتھ لیکن یہ ملک سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں فتح ہوا ہے اور اب تک یہ مسلمانوں کے قبضے میں ہے ۔ اقتصادی حالت بھی کمزور ہے اس کے باوجود آج چودہ سو سال گزر گئے ہیں مگر کافر کا قدم اپنے ملک میں نہیں گھسنے دیا ۔ ہمیں ۱۲ کروڑ آبادی کا ملک پاکستان اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اور تھا بھی سب کچھ بنی بنائی سلطنت ملی مگر روپے میں سے دس آنہ چلا گیا (یعنی مشرقی پاکستان) آخر یہ کیوں ہوا ؟ کبھی اس پر سوچا بھی ہے ؟ ۔ اس میں شک نہیں کہ افغانستان کے باشندے انگریزی تعلیم میں ہم سے پیچھے ہیں مگر ملی شعور میں ہم سے آگے ہیں ۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ انگریزوں نے ۱۹۱۵ء میں میرے وارنٹ گرفتاری جاری کئے ۔ میں روپوش ہوکر چمن کے راستے افغانستان گیا تو پہاڑی علاقہ کی وجہ سے سرحد کا علم نہیں تھا کہ افغانستان اور انگریز کی سلطنت کی سرحد کونسی ہے ؟ تو پہاڑوں میں ایک بچہ بکریاں چرا رہا تھا ۔ اس سے میں نے سرحد کے بارے میں پوچھا تو اس نے اپنی لکڑی زمین پر رکھ کر کہا (ایں ازماست وایں از کفار است) یہ ہے ملی شعور کہ یہ سرحد میری ہے (افغانستان) کا نام تک نہیں لیا اور ہندوستان کا نام بھی نہیں لیا بلکہ کہا کہ وائیں از کفار است : کہ یہ کافر کی سرحد ہے ۔ اس بچے کے ذہن میں یہ پختگی سے قائم ہے کہ انگریز کافر ہے اور دین اسلام کا بدترین دشمن ہے ۔

تو حضرت مولانا سندھیؒ نے فرمایا کہ جب بچے سے یہ باتیں سنیں تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے کچھ دیا بھی سہی۔ انگریز نے اس ملک پر تین حملے کئے ہیں مگر ناکام رہا ہے۔ انگریز لکھتے ہیں کہ اس قوم میں ملی شعور موجود ہے۔ اس قوم کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

ہمارے ہاں تو حکمرانوں نے یورپ اور امریکہ کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ نہ ملی شعور ہے نہ زمین کا علم ہے غرضیکہ عزت و وقار کو تو یہ جانتے نہیں۔ اتنے بڑے زوال اور بے عزتی (سقوط ڈھاکہ) کے باوجود خداخوفی تو ان میں نام کی نہیں۔ توبہ تو اپنی جگہ رہی اس پاکستانی قوم کے ریڈیو میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ ریڈیو پر وہی گانے اور وہی فحاشی نشر ہورہی ہے۔ " فاعرض عنهم وانتظر انهم منتظرون " (تو تم (اپنا فرض تبلیغ ادا کرکے) ان کا خیال چھوڑ دو اور نتیجہ کا انتظار کرو، بے شک وہ تمہارے بارے میں انتظار میں ہیں) مطلب یہ کہ جب قوم توبہ نہ کرے تو خدا کہتا ہے کہ دوسرے عذاب کی امید رکھو اور انتظار کرو۔

ملت کی موت وحیات:- (۱) مسلمانوں کی ایک شخصی اور انفرادی زندگی ہے۔ (۲) دوسری ملی واجتماعی زندگی ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ملت اسلامیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ملت اور اجتماعی زندگی ہے اور ۱۲ کروڑ پاکستانی مسلمانوں کی اجتماعی زندگی یہ بھی ایک ملی زندگی ہے۔ تو ملی زندگی کی موت بھی اور حیات بھی ایک روح سے وابستہ ہے۔ جب تک جان ہے تو جسم کی قیمت ہے ورنہ جسم کو قبر میں دیکھو ہر عضو کو مٹی کھاجاتی ہے۔ ہر چیز خاکسر ہوجاتی ہے اور اعضاء منشر ہوجاتے ہیں کہیں سر اور کہیں پاؤں وغیرہ۔ غالب نے خوب کہا ہے:

؎ زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب موت کیا ہے اعضاء کا پریشاں ہونا

شخصی یا انفرادی زندگی:- قرآن کریم نے شخصی زندگی کو بھی تصریح فرمائی ہے۔

(۱) كل نفس ذائقة الموت: کہ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔

(۲) الامتاع الغرور:- کہ دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے۔ بس موت آنے پر سب کھیل ختم۔

(۳) كيف تكفرون بالله وكنتم امواتاً فاحياكم: کہ تم اللہ سے کس طرح کفر کرتے ہو تم مردہ تھے، تمہیں زندہ کیا (الخ) اس آیت میں بھی شخصی زندگی کا ذکر ہے۔

جماعتی یا ملی حیات:- ملی حیات کے لئے بھی ایک روح ہے۔

" وكذالك اوحينا اليك روحاً من امرنا ":- ہم نے اپنی طرف سے تمہارے ہاں ایک روح بھیجی ہے۔ وہ روح کیا ہے؟ وہ ہے قرآن وسنت۔

تو ملت کی جان میں دین ومذہب روح کی مانند ہے۔ جب یہ نکلے تو سمجھ ملت مرگئی۔ ملت کی موت ہے۔ " اذا دعاکم لما یحییکم " (کہ جب تمھیں وہ (دین ومذہب) دعوت دیتے ہیں اس چیز کی طرف جو تمھارے لیے حیات ہے۔ اگر یہاں حیات سے مراد شخصی زندگی لیتے ہو تو مومن کو پہلے بھی یسر ہے۔ مومن زندہ ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ روح کوئی اور ہے۔ وہ دین ہے۔ اور جب یہ دین کی روح کلا یا بعضاً نکل جاتی ہے تو جس طرح جان کے نکلنے پر شخصی زندگی کی موت ہے اسی طرح دین کے نکلنے پر ملت کی موت ہے۔ لکل امة اجل فاذاجاء اجلهم لایستاخرون ساعة ولایستقدمون " (ہر امت کیلئے اجل (موت) ہے جب ان کی اجل آئے گی تو وہ آگے پیچھے نہ ہوگی۔) ہماری ملت کی ایک ابتداء اور ایک انتہا ہے۔

ابتداء ۳۱۳ (حضرات صحابہ کرامؓ) کی تھی۔ روح دین عروج پر تھی۔ بے سروسامانی کی حالت کے باوجود تمام تختوں اور تاجوں کو اپنے پاؤں تلے روندا اور آج ۹۰ کروڑ انتہاء ہے کہ کثرت کے باوجود بھی کافر کے ہاتھوں پس رہے ہیں۔ یہ جان نکلنے والی موت نہیں، یہ دین کی روح کے نکل جانے والی موت ہے۔ بس یہ ہے ملی موت۔ جو قومیں مسلمانوں کے نام سے کانپتی تھیں آج انہیں مسلمانوں کے قتل اور بے عزتی کرنے میں مزہ آتا ہے۔ پاکستان کے بن جانے میں ہمارا کوئی ہنر اور کوئی کمال نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض کرم نوازی کی۔ یہ (ملک پاکستان) انعام دیا، کہ دیکھیں یہ لوگ شکر بھی کرتے ہیں کہ نہیں۔ تو ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا کہ اگر پہلے ایک فی ہزار شرابیوں کی تعداد تھی تو اب دس فیصد ہے۔ زنا عام، گانا بجانا عام، کونسا گناہ ہے جو ہم میں نہیں؟ اتنے بڑے سانحہ (سقوط ڈھاکہ) کے بعد او بے غیرت قوم تیرے گانے بجانے اور ریڈیو کا طرز نہیں بدلا۔ آج مرجانے کا وقت آگیا ہے کہ نہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

" اذاکان امرائکم خیارکم وامورکم شوریٰ بینکم فظهرالارض خیرلکم من بطنها واذا کان امرائکم " (جب تمھارے امراء (حکمران) تم میں سے نیک ہوں اور تمھارے کام باہمی مشورہ سے طے پاتے ہوں تو اس زمین کی پشت (یعنی زندہ رہنا) تمھارے لئے بہتر ہوگی۔) " شرارکم وامورکم الیٰ نسائکم فبطن الارض خیرلکم من ظهرها " (اور جب امراء حاکم برے ہوں گے اور تمھارے امور عورتوں کی طرف ہوں گے (یعنی تم پر عورتیں حاکم ہوں گی) تو اس وقت زمین کا پیٹ (قبر) تمھارے لئے بہتر ہوگا۔ یعنی موت بہتر ہوگی۔ (الحدیث)۔ ہمیں اب بھی اللہ تعالیٰ سے ناامید نہیں ہونا چاہئیے۔ اپنے اعمال بد سے توبہ کرنی چاہئیے اور اسلام کی ترقی والے اصول اپنانے چاہئیں۔